رجسٹرڈ ڈیل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ملکیت لائبریری مملوکہ صدر انجمن احمدیہ
تاریخ آمد
نمبر
ملکیت لائبریری
مملوکہ صدر انجمن احمدیہ

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر و پرائیٹر ایم فاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۹ - جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲۷ دسمبر کا خطبہ جمعہ خیر الکلام ماتمل ردل پر پڑھا۔ ۲۸ دسمبر جبکہ تین چار سو باہر سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک مسجد اقصیٰ میں تقریر فرمائی۔ جس میں اپنی زندگیوں کو دینی خدمات میں لگا دینے کی تحریک تھی۔ اسکے بعد ۲۹ دسمبر کو ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک ایک گھنٹہ قرآن شریف کے ایک رکوع پر درس دیا۔

۳۔ جنوری حضور کو زکام کی شکایت تھی۔ مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ اور جمعہ مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ ۴ جنوری بعد از ظہر حضور پھر دہلی برائے تشریف لے گئے۔ اور ارادہ ظاہر فرمایا تھا کہ ہفتہ عشرہ تک

حسن ظن ایمان کی جڑ ہے

سیدی و مولائی علامہ نور الدین خلیفۃ المسیح موعود کی پاک مجلس سے مستفیض ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایمان کی بنیاد حسن ظن پر ہے۔ اسلئے ہمیشہ حسن ظن سے کام لینا چاہیئے۔ میں کبھی نہیں دیکھا۔ کہ حسن ظن کرنیوالے کا انجام برا ہوا ہو یا اسنے کوئی ایسا نقصان اٹھایا ہو جس کی تلافی نہ ہو سکے۔

پھر فرمایا کہ ابھی چند روز کی بات ہے۔ ہماری ایک قیمتی چیز ضائع ہو گئی۔ حالات ایسے تھے کہ بغیر ایک عورت کسی کے ذمے نہیں لگتی تھی۔ مگر ہمنے اسکے متعلق حسن ظن ہی رکھا۔ حالانکہ میری بیوی نے مجھے کہا بھی۔ کہ اگر آپ اسطرح حسن ظن سے کام لیتے رہینگے۔ تو پھر گھر میں کوئی چیز رہنے نہ پائیگی۔ ایک دو روز گذرنے کے بعد وہ چیز الماری کے پیچھے سے مل گئی۔ تب ہم نے کہا کہ دیکھا حسن ظن کا فائدہ۔ اگر بالفرض اسی عورت نے چرائی ہوتی تو بھی ہمیں ثواب ملتا۔ لیکن بدظنی کی صورت میں ہم کچھ کر نہ سکتے تھے۔ اور ممکن تھا کہ چیز بھی نہ ملتی۔

مولانا کی اس نصیحت سے جو روایت بالمعنی ہے۔ میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ اور یقین کر لیا کہ راست بازوں کے انکار کی وجہ زیادہ تر بدظنی ہی ہوتی ہے۔ جب ایک شخص کو پہلے ہی سے برا فرض لیا جائے۔ تو پھر اس کی اچھی باتیں بھی بری ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس طرح پر آہستہ آہستہ اس سے عناد پیدا ہوتا ہے۔ جو سلب ایمان کا موجب ہے۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ آپ کو معلوم ہے۔ حضرۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب سنگریزوں پر چلنے میں تکلیف ہوئی۔ اور پاؤں زخمی ہونے لگے تو ابوبکر صدیق نے کندھوں پر اٹھالیا۔ کیا یہ کام ایک منافق یا وہ جسکے دل میں کھوٹ ہو کر سکتا ہے؟ تو جواب دیا کہ اُوپر تو اسلئے اٹھایا تھا کہ جو تعاقب کر رہے ہیں وہ آنحضرت کو دیکھ لیں۔ اور جلدی گرفتار کریں۔ پھر اس شبہ سے کہا گیا کہ غار میں حضرت ابوبکر پر بچھو نے ڈنگ چلایا مگر آپ نے اُف تک نہ کی۔ تاکہ حبیب کبریا کی نیند اُچاٹ نہ ہو۔ کیا یہ منافقوں کا کام ہو سکتا ہے؟ کہ جب ابوبکر نے آنحضرت ۲ کو سوتے پایا۔ تو نیت بدل گئی۔ اور چاہا کہ کام تمام کر دے۔ غیب سے ایک بچھو نے ڈس لیا۔ اور اس سے ہوش پریشان ہوئے۔ اور اس ارادہ سے باز آیا۔ میرے عزیز بھائیو! ان بدظنی کا نتیجہ کیا ہوا۔ ایک پاکباز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثار کی عداوت دل میں بیٹھ گئی۔ اور پھر اس کی ہر بات بُری معلوم ہونے لگی۔ حضرت مسیح موعود بیان فرماتے ہیں کہ پینے چائے کی پیالی (یا کوئی اور چیز جو اسوقت یاد نہیں) بائیں ہاتھ سے اٹھائی۔ تو ایک ملّا نے خلاف سنت کا فتوے لگا دیا اب فرمایئے اس شخص کے ایمان لانے کی راہ میں کس قدر رکیں پیدا ہو گئیں۔ اگر حسن ظن سے کام لیتا تو یہ صورت نہ ہوتی۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کی ہڈی میں ایک ضرب تھی۔ اسلئے بوجہ عذر بائیں ہاتھ سے اٹھائی۔ اسیطرح ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ آخر کہنے لگا آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے۔ اتنی سی بدظنی پر اور اس کی اصل وجہ نہ سمجھتے ہوئے جسقدر خوبیاں مولانا میں تھیں۔ ان کے فیض سے محروم رہگیا۔

پس میرے دوستو! ہمیشہ حسن ظن سے کام لو۔ دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ہر بات کا اپنے نفس پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگنے گئے۔ اس کی عادت صاف گوئی کی ہے۔ اس نے کہدیا کہ ہے نہیں۔ اب آپ اپنے نفس پر قیاس کرتے ہیں کہ میں بھی اکثر جھوٹ کہدیا کرتا ہوں۔ اسلئے اس نیک بخت کو بھی جھوٹا کہدیگے دوسرے وہ ہیں۔ جو جب تک اپنے اوپر آزما نہ لیں۔ ماننے نہیں۔ میرا خیال ہے کہ دائم المریض لوگوں کی نسبت یہ دقت ضرور پیش آتی ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کی صحت اچھی ہے وہ دائم المرض لوگوں کے عذرات کو بہت کم مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی سمجھ میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ کس طرح ایک شخص جو بعض وقت کام بھی کر لیتا ہے اسے بخار بھی نہیں۔ چلتا پھرتا ہے اور روزہ نہیں رکھ سکتا یا کسی خاص وقت کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں حاضر ہو سکتا۔ میرے ایک مکرم محترم بزرگ ہیں۔ وہ ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے۔ اور یوں وہ اپنا کاروبار کر لیتے۔ بعض حال سے ناواقف آدمیوں نے بدظنی کی کہ یہ تعیش کی خاطر روزے نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ قطعی معذور تھے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے روزہ رکھا۔ ۱۲ بجے دوپہر کے بجائے کہ کوئی ایسی گرمی کا موسم بھی نہ تھا۔ انہیں غشی ہو گئی اور نبضیں چھٹنے لگیں۔ بڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا جن لوگوں کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوں۔ اور معدہ خصوصیت سے خراب۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک صوفی منش معزز دوست نے مجھے عصر کے وقت سیر کے لئے چلنے کو کہا میری طبیعت ناساز تھی۔ میں نے پہلے تو عذر کیا۔ مگر انکے اصرار سے چلنا پڑا۔ چونکہ میں ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۰۲ء تک متواتر بارہ برس سخت بیمار رہا ہوں (اور اب بھی دائم المرض ہوں) اسلئے میرے قویٰ ایسے کمزور ہیں کہ میں دس منٹ تک یکدم چلنے سے سخت تھک جاتا اور ایک میل پورا تو غالباً چل ہی نہیں سکتا۔ اسلئے کچھ دور جاکر میں بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگے۔ میں ذرا آگے ہو آؤں۔ آپ یہاں انتظار کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا جب ہم واپس لوٹے۔ تو مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔ نماز پڑھنے مسجد میں گئے۔ دونو اکٹھے ہی کھڑے ہوئے۔ مگر وہ فوراً بیٹھ گئے۔ اور بیٹھ کر نماز ادا کی۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ بھی عجیب آدمی ہیں۔ سیر تو دو میل تک کر آئے اور اب کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھتے۔ خیر بات رفت گذشت۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا ہوا کہ میں نے انہیں کہا آیئے سیر کر آئیں۔ اب کوئی تھوڑی دُور ہی گئے ہونگے۔ جو وہ کہنے لگے۔ کہ میری طبیعت خراب ہے۔ واپس لوٹ چلیں۔ میں نے کہا ٹھہریئے ذرا میں یہاں باغ میں ٹہل لوں۔ پھر دو چار منٹ کے بعد ہم مسجد میں آئے۔ اور نماز مغرب شروع ہوئی۔ مجھے اس روز زکام تھا۔ اور خفیف حرارت۔ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ تو کھڑا نہ ہو سکا۔ اور کندھوں میں درد تھا۔ میں نے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اور ان صاحب نے کھڑے ہو کر فریضہ ادا کیا۔ تب مجھے اس دن کا واقعہ یاد آیا۔ اور میں دل ہی دل میں بہت نادم ہوا۔ اور بہت توبہ استغفار کی۔ اور یقین کیا کہ جب کسی کے صلاح حال اور تقویٰ کا ایک بار ثبوت مل جائے۔ تو اسصورت میں جہانتک شریعت غرا اجازت دے۔ حسن ظن ہی سے کام لینا چاہیئے۔ مولانا نور الدین ایک بار فرمانے لگے۔ بعض لوگوں نے اپنے نفس پر قیاس کر کے حضرت یوسف کی نسبت یہ سمجھ لیا کہ اپنے بھائی کو روکنے کے لئے اسکے شیشے میں سقایہ عمداً رکھ دیا۔ حالانکہ حضرت یوسف نے سہواً اس بوری میں سقایہ رکھدیا تھا۔ اور یہ تصرف الٰہی تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بصراحت مرقوم ہے۔ یہ بات مجھے بھی کھٹکتی تھی۔ خدا سے دعائیں کرتا رہا۔ کہ اسبارے میں مجھے عرفان کامل حاصل ہو جائے۔ اب سنئے آپ بیتی کہانی۔ میرے پاس ایک تھیلا تھا۔ وہ بظاہر بہت بُرا معلوم ہوتا تھا۔ مگر سفر میں اکثر میرے کام آتا۔ میں اُنہوں بدر میں ملازم تھا رخصت لے کر وطن چلا تو اپنے ہاتھ سے (مجھے خوب یاد ہے) سب چیزیں اسمیں ڈالیں۔ جب میں یکہ پر سوار ہو چکا۔ تو اُتر کر ایک ضرورت سے مجھے وہ تھیلا کھولنا پڑا۔ جب میں نے تھیلا کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دفتر بدر کا گلاس (سقایہ) میرے تھیلے میں پڑا ہے۔ بہت ہی حیرت ہوئی کہ یہ کسطرح اسمیں آگیا۔ بحالیکہ نہ تو مجھے اسکی ضرورت تھی اور نہ میں لے جانا چاہتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۹ر جنوری ۱۹۱۹ء

فیصلہ خدائی مطابق فرمان الٰہی

مثیل مصطفےٰ فوت ہوگیا مثیل مسیلمہ زندہ ہے

اس بزدلی پہ کیوں نہ وہ اترائے بے حیا
دیتا ہے اشتہار مگر نام تک نہیں۔

ایک گمنام اشتہار کسی انجمن کی طرف سے مجہول الاسم والحال مبلغین سہارنپور کا اڑتا ہوا ہماری نظر سے گذرا جسمیں یہودی صفت محرر نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلکر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں پہلوں پر سبقت لے جانی چاہی ہے۔ اور کفار ناہنجار کی طرح خدا کے مرسل کو لست مرسلا اور لیس ملہمکہ مکذبین کہہ کہہ کر ایا ہے اس احمق نے شاید بودم بے دال کی طرح میدان خالی سمجھکر سنگ بے نون بن کر بڑھ کر منہ مارنا اور خار بے اف کے مثل رینگنا شروع کیا ہے۔ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ جری اللہ کے لشکر میں ایسے ایسے تیر نیستان خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ جو اسکے تکے اڑا دینگے۔ بزدل مستور نے اتنی بھی جرأت نہ دکھائی کہ اپنا نام تک تو ظاہر کرتا کہ کون ہے؟ کس باغ کی مولی یا کس کھیت کا بتھوا ہے۔ یوں تو ہزاروں روپیہ انعام کا احمدیہ جماعت کے لئے اعلان کیا ہے۔ گو گھر میں سونے کو چارپائی اور اوڑھنے کو لحاف بھی نہ ہو رات کو حجرہ کی چٹائی نیچے اور دروازہ کا پردہ اوپر اوڑھ کر بسر کرتا ہو۔ مگر انعام ایک ہزار روپیہ سے زائد دیتا ہے۔ کیا دنیا اندھی ہے؟ کیا سب بے وقوف ہی جہان میں بستے ہیں کہ ایسے نامعقول مشتہر اور مجہول معلن کو جو کسی گندے حجرے یا مسجد کے غسل خانہ کی سڑی ہوئی نالی سے پیٹ کے بل گھسٹتا ایڑی کو ڈسنے نکلا ہے۔ مرد میدان اور شیر اسلام سمجھکر خدا کے پہلوان کا مدمقابل سمجھ لیں اس اشتہار کے مشتہر کی حیثیت تو اس کی مقتضی تھی۔ کہ اسکو منہ نہ لگایا جاتا۔ مگر عوام کالانعام کے آوازے اور ناواقف لوگوں کے بھٹک جانے کے خیال نے مجھے واقعات صحیحہ کے اظہار پر مجبور کیا۔ مجہول مشتہر نے جو اشتہار دیا ہے۔ اس کا عنوان "خدائی فیصلہ" رکھا ہے۔ اور مرتد پٹیالوی اور مکذب امرتسری کے زندہ ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفات پانے کو۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی دلیل گردانا ہے اگر یہ مفتیں یہود اپنے انجام کو سوچتا تو خدا کے مرسل کی شان میں گستاخی و بدزبانی نہ کرتا۔ اس بدبخت انسان نے تقوے کو چھوڑ خشیت الٰہی سے منہ موڑ کر اس قدر بے حیائی و ابلہ فریبی سے کام لیا ہے۔ کہ جس کی نظیر بجز اس کے اسلاف و دراز انصاف مکذبین انبیاء کے ملنی محال ہے۔ کاش! اس کی جگہ اگر پتھر پیدا ہوتا تو اس سے بہتر تھا۔ بہرحال اب کسی قدر گذشتہ واقعات بتا کر پھر ہم خدائی فیصلہ اس کو سناتے ہیں۔ اور بیباک سے داد چاہتے ہیں۔ کہ خدائی فیصلہ جو حیات مکذب کی صورت میں صادر ہوا ہے۔ وہ صداقت مسیحائی اور کذب ثنائی اور اس مشتہر کی روسیاہی کی دلیل ہے یا نہیں؟ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

اخبار الخلیل بجنور کے ضمیمہ مورخہ یکم ستمبر ۱۸ء میں مولوی حبیب الرحمٰن مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند نے اپنے کسی حریف کے مقابلہ میں یہ لکھا تھا۔ کہ جو لوگ دیوبندیوں پر سازش کے متعلق مخبری کا الزام دیتے ہیں۔ ان کو یاد رہے کہ

"ہمارے پاس بھی تردید کے لئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں۔ لیکن یہ امر ان منصف طبائع کے لئے جن کو ایسی جھوٹی خبروں سے کچھ اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان معاندین کو بایں ہمہ کوئی دلیل اور حجت روکنے والی نہیں ..... تو پھر صورت فیصلہ وہی ہے۔ جس کی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونسائنا ونساءکم جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ ان لوگوں کے ہوا تھا۔ جن کا جحود وعناد اور کم بختی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی قوی اور روشن دلیل بھی ان کے لئے مفید نہ تھی۔ پس جماعت معترضین جمع ہو جائے۔ اور موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے جماعت دیوبند تیار ہے۔"

(ضمیمہ الخلیل بجنور یکم ستمبر ۱۸ء)

یہ تحریر مولوی حبیب الرحمٰن جماعت دیوبند کے پیشرو کی اپنا مطلب بلا کسی مزید توضیح کے صاف بتا رہی ہے۔ کہ وہ علماء دیوبند کی طرف سے اپنے مخالف معترضین کو معمولی سی بدظنی پر مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب جمع ہو کر علماء دیوبند سے مباہلہ کریں۔ جماعت دیوبند مباہلہ کے واسطے تیار ہے۔ مباہلہ کا یہ چیلنج پڑھکر اس جماعت کے ہر فرد کو (جو کہ اپنے پیشوا کی طرف سے تمام دنیا کے نام مباہلہ کا چیلنج پڑھ چکا ہو) حیرت ہوگی۔ کہ جو جماعت ایک ذرا سے اختلاف یا سوءظنی کی بنا پر اپنے معترضین کو مباہلہ کا چیلنج دیتی ہے کیا وہ ایک عظیم الشان انسان مدعی رسالت و مسیحیت کے چیلنج مباہلہ سے گریز کریگی؟ نہیں! وہ ضرور نہایت عزم کے ساتھ ایسی جماعت کے دعوت مباہلہ پر لبیک کہہ کر اٹھ کھڑی ہوگی۔ اسی خیال کی بنا پر ہمارے محترم مکرم قاضی اکمل صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر میں زیر عنوان "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" دیوبندی جبہ پوشوں کو بدیں الفاظ چیلنج دیا تھا کہ :-

"علماء دیوبند کے نزدیک مباہلہ جائز ہے اور کسی امر کے فیصلہ کے لئے وہ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے بالکل تیار ہیں تو کیا میں عرض کر سکتا ہوں۔ کہ جب جماعت دیوبند چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مباہلہ کو تیار ہے۔ تو کیوں اس امر کے بارہ میں مباہلہ نہیں کرتی۔ جبکہ آخرت کی نجات کا دارومدار ہے۔

خدا کا نبی مرزا غلام احمد مبعوث ہوا۔ اور اس نے تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا حتیٰ کہ علماء دیوبند بھی خاموش رہے .... کیا علماء دیوبند میں یہ ہمت ہے۔ کہ وہ اسلام کا ثبوت دینے کے لئے میدان میں آئیں۔ اگر آئیں تو ہمیں ہر طرح سے تیار پائینگے"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۸ء)

اس درخواست کو جو نہایت خشیت الٰہی اور انصاف پر مبنی تھی۔ پڑھتے ہی علماء دیوبند کو لازم تھا کہ دینی مباہلہ کے واسطے تیار ہو کر جماعت احمدیہ کے پیشوا موجودہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اسیطرح لکھدیتے۔ جسطرح کہ اپنے دنیاوی مخالف معترضین کو لکھا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ جمع ہو جائے اور موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے۔ جماعت دیوبند تیار ہے۔ مگر افسوس کہ ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

افضل صاحب نے جو سمجھا تھا۔ وہ صحیح نہ تھا۔ ناظرین حیران ہونگے۔ کہ جو جماعت دنیا کے جھگڑوں پر مباہلہ کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ وہ اس دینی تنازعہ پر مباہلہ کرنے سے جی چرائے ایسی دم بخود ہوئی تو گوئی کہ مُردند۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا ؎

مغل کو دیکھ کر تو فارسی سب بھول جاتی ہے

جبکہ علماء دیوبند کے مقتدا مار گزیدہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو باوجود بار بار غیرت دلانے اور قسم کھلانے کے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اسنے خوب جان لیا کہ میرزائے قادیان واقعی رب جلیل کا پہلوان ہے اُسکے سامنے پڑنا واقعی اپنے ہاتھوں موت خریدنا ہے۔ کیونکہ اس کا تو یہ اعلان ہے کہ ؎

چہ ہیبت ہا بداد ندایں جوان را
کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ

الا اے دشمن نادان و بیراہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

تو ان پیماندگان باشندگان شہر خموشان کو کب حوصلہ ہونا تھا کہ وہ میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت کرتے

چیلنج مباہلہ

یاد رہے کہ ۱۸۹۶ء میں جب انجام آتھم ایک کتاب شائع ہوئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے صفحہ ۵۴ پر مباہلہ کا اشتہار تمام علماء و سجادہ نشینوں کے نام لکھ کر ہر ایک کے پاس بھیجدیا تھا۔ اس اشتہار میں ۵۸ مولویوں اور ۴۹ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ اور بہت زور سے للکارا۔ مگر ڈوب مرنے کا مقام ہے ان تمام نامبردگان کے لئے کہ جن کو مباہلہ میں بلایا۔ اور ان میں سے دس بھی اس میدان کے شہسوار نہ نکلے۔ گویا سب کو ہی سانپ سونگھ گیا۔ حالانکہ جری اللہ نے یہ بھی رعایت کر دی تھی کہ :-

"وہ اشخاص مندرجہ ذیل (یعنی ۵۸ مولوی اور ۴۹ گدی نشینوں) میں سے کم از کم دس آدمی (مباہلہ میں) حاضر ہوں۔ اس سے کم نہ ہوں اور جسقدر زیادہ ہوں۔ میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا"

(انجام آتھم صفحہ ۶۷)

معزز ناظرین! خدارا انصاف دیجئے اس سے بڑھکر اور کونسی تحدی اور صفائی کی بات ہو سکتی ہے کہ خدا کا ایک برگزیدہ انسان مسیح آخر الزمان تمام علماء اور سجادہ نشینوں کو کھلے کھلے لفظوں میں مباہلہ کے واسطے بلاتا ہے اور نام بنام بُلاتا ہے۔ انہی مولویوں اور گدی نشینوں میں گنگوہی کا نام نمبر ۴۸ پر۔ اور مولوی احمد علی محدث سہارنپوری کا نمبر ۳۹ پر۔ اور مولوی عابد حسین دیوبندی کا نمبر ۵۸ پر۔ اور گدی نشینوں میں محمد حسین گدی نشین شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی کا نمبر ۸ پر درج ہے ان سب کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دعوت دیگئی۔

"اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے ..... یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کریگا اور تعجب انگیز ترقیات دیگا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں کہ تا جو راستی کا دشمن ہے۔ وہ تباہ ہو جائے۔ اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے۔ وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ سو اب اُٹھو۔ اور مباہلہ کے لئے طیار ہو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو۔ کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نکیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا۔ جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے اب میرے بنا دعویٰ کا دوسرا شق (یعنے الہامات الٰہیہ جو مسیح موعود پر نازل ہوئے) باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں۔ جسکی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسری بنا کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہو گا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرچہ کو جو (اسی اشتہار مباہلہ میں) لکھ چکا ہوں۔ اپنے ہاتھ میں لے کر میدان مباہلہ میں حاضر ہونگا اور دعا کروں گا۔ کہ اے خدائے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے۔ کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں۔ تیرے ہی الہام ہیں۔ اور تیرے منہ کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالفوں (مولویوں اور سجادہ نشینوں) کو سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے۔ اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع۔ اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا۔ اور کسی کے مال پر آفت نازل کر۔ اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں آمین۔ ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت (علماء اور گدی نشینوں) میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لئے تیار ہو۔ جناب الٰہی میں دعا کرے۔"

(انجام آتھم صفحہ ۶۶)

یہ دعوت دے کر پھر پورے اطمینان اور کامل یقین کی بناء پر اپنی صداقت کا ایسا معیار قرار دیا۔ جو کبھی ایک ناپاک روح اور گندے انسان اور مفتری شیطان سے ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اسصورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں۔ ایک سال تک الخ (مندرجہ بالا) بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا۔ تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔" (انجام آتھم صفحہ ۶۶)

معزز ناظرین! اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ کہ خدا کا پہلوان اس مباہلہ کے میدان میں بخل کھڑا ہے۔ اور اپنی صداقت اور مقابل فریق کی تکذیب اسی صورت میں قرار دیتا ہے۔ جب کہ سب کے سب فریق ثانی کے مباہلین خواہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔ ان آفتوں میں سے جنکا دعا میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک نہ ایک آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ اور کوئی بھی بغیر عذاب کے نہ رہے۔ اور خود مدعی مسیحیت بالکل عذاب سے بری رہ کر ان آفتوں میں سے کسی ایک آفت میں بھی مبتلا نہ ہو۔ جیسا کہ یہ امر بھی صاف کر دیا اور لکھدیا کہ:۔

"اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا۔ اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائیگا۔ اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائیگا۔" صفحہ ۶۷

اس کھلے کھلے طریق فیصلہ کے بعد جسمیں تمام عذابوں سے اپنا بری رہنا اور فریق مخالف مباہل کے ہر فرد کا کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا ہو جانا لکھدیا گیا ہے۔ ان مولویوں اور گدی نشینوں کو سوا اسکے اور کچھ چارہ نہ تھا کہ وہ فوراً زیادہ نہیں تو دس کی تعداد میں ہی اس منبع میں اتر آتے۔ خصوصاً محمد حسین بٹالوی۔ رشید احمد گنگوہی ثناء اللہ امرتسری۔ عبد الجبار غزنوی۔ حاجی عابد حسین دیوبندی۔ محمد بشیر بھوپالی۔ محمد حسین گدی نشین گنگوہی۔ مولوی احمد علی سہارنپوری۔ احمد حسن شوکت میرٹھی۔ مولوی نذیر حسین دہلوی ضرور آتے۔ ان سب کا نام اس اشتہار مباہلہ میں موجود تھا۔ مگر داستاں! کہ ان ایک سو سات جبہ پوشوں اور دستار بندوں میں سے دس بھی اس قوت ایمان والے نہ نکلے۔ جو اپنے مزعومہ دجال۔ اکذب اور مفتری علی اللہ کے سامنے آتے۔ اسی لئے ان مولویوں کے دجال مگر خداوند غیور کے مرسل مسیح قادیانی۔ مجدد ربانی ہادی آسمانی جری اللہ فی حلل الانبیاء نے کس زور سے سچ فرمایا تھا ؎

بشنو یدا اے مردگان من زندہ ام
اے شبان تیرہ من تابندہ ام
مے دہم فرعونیاں را ہر زماں
چوں ید بیضائے موسیٰ صد نشاں

پیارے ناظرین! باوجود اس چیلنج مباہلہ کی منظوری کے لئے ان سب نامردگان کو خدا کی قسم دلانے کے آخر میں ایسے غیرت دہ الفاظ بھی لکھدیئے کہ اگر خدا ہی ان میں تقوے اور خشیت الٰہی یا غیرت ایمانی ہوتی تو مرجانے کو اس بے شرمی کی زندگی سے بہتر اور اچھی سمجھتے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے لکھا کہ:۔

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہونچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو۔ آمین۔" صفحہ ۶۹

یہیں تک بس نہیں کیا۔ آگے چلکر پھر ان جبہ پوشوں دین فروشوں۔ مقابلہ سے خموشوں کو دوبارہ قسم دی کہ وہ ضرور مباہلہ کر لیں۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ:۔

"میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز نہ آئے۔ تو خدا کی لعنت کے نیچے مرینگے۔" صفحہ ۶۹

یہ ہے وہ چیلنج مباہلہ جسمیں سہارنپوری مستور الحال مجہول الاسم مشتہر کے ہیرو امرتسری کذب اور بٹالوی تکفیر کا نام بھی درج ہے۔ اور اسپر زمین و آسمان گواہ ہیں کہ انہیں سے کسی ایک نے بھی یہ جرأت نہ دکھائی کہ اس دعوت کو مطابق شرائط داعی منظور کر کے آگے بڑھتا۔ پھر بھلا اس بودم بے دال مشتہر کا یہ لکھنا کہ "گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرتے ہوئے یقین ہے۔ کہ قادیانی اپنی قدیم عادت کے موافق ہرگز ہرگز ہمارے مقابلہ پر مناظرہ اور مباہلہ کے لئے آمادہ نہونگے۔"

(صفحہ اول کالم سوم اشتہار سہارنپوری ناہنجار)

کہاں تک صحیح ہے۔ یہ تو ہمارا حق ہے۔ کہ ہم لکھیں کہ "گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرکے یقین ہے کہ دیوبندی جماعت ہرگز ہرگز ہمارے مقابلہ پر مباہلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے آمادہ نہ ہونگے (جیسا کہ اُوپر کے چیلنج مباہلہ سے ظاہر ہے) کذب کے سب زندہ درگور ہو کر دم ساوھ گئے۔ اور کسی نے بھی مباہلہ کی جرأت نہ کی۔ اگر سہارنپوری سنگ بے نوں شہر میں کچھ بھی حیا و شرم کا مادہ ہے۔ تو ایک تحریر تو زمین و آسمان کے اندر سے جری اللہ کے اس چیلنج مباہلہ کے جواب میں کسی اپنے مردہ درگور یا کسی اندھے نامور گزیدہ یا مسلوب و مجنون کی پیش کرے۔ جسمیں رب جلیل کے پہلوان کے مقابلہ میں مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کیا ہو؟ اگر نہ کر سکے۔ اور ہرگز نہ کریگا۔ لو کان بعضھم لبعض ظہیرًا تو چلّو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ کیونکہ آدمی میں حیا کا مادہ ذرا نہیں رہا ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں ملتی
تو لے کے بھیجتے ہم ایسے بدزباں کیلئے

مگر کیا کریں حیا تو شعبہ ایمان ہے۔ وہ اس مجہول انسان سے مفقود ہے۔ بازار میں بکتی نہیں۔ ورنہ ہم ضرور اپنی جیب سے ہی دام دے کر اس نواب بے ملک خانمان آوارہ متلاشی آذوقہ مفلس بے زر مسافر بے ور مگر قلمی مالدار انعامی ایک ہزار کے لئے خرید دیتے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

انتظام سلسلہ احمدیہ
کے لئے
چند تجاویز پر عملدرآمد

جلسہ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اصلاحی حکم جاری فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سلسلہ کے مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لئے چند ناظر ہوں۔

(۱) ناظر تالیف و اشاعت۔
(۲) ناظر تعلیم و تربیت۔
(۳) ناظر امور عامہ۔
(۴) ناظر بیت المال۔
(۵) ان سب میں وحدت کو قائم رکھنے والا ناظر اعلیٰ
(۶) مفتی و قاضی القضاۃ۔

(ا) **ناظر تالیف و اشاعت** کا کام یہ ہوگا کہ مخالفین سلسلہ و معاندین اسلام کے لٹریچر (کتب۔ رسالے۔ اشتہار) پر نظر رکھے۔ اور انکے حملوں کا اندفاع کراتا رہے اور ہمیشہ ضروری اُمور کے متعلق علمی تحقیقات ہوتی رہے تبلیغ کے بہترین ذرائع دریافت کرے۔ اور ان سے کام لے کر دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی اشاعت کرے۔ مبلغین اس افسر کے ماتحت ہونگے

(ب)۔ **ناظر تعلیم و تربیت** کا کام مردوں اور عورتوں کی دینی دنیاوی تعلیم کا فکر رکھنا ہے۔ مختلف علاقوں میں مکتب کھلوانا اور تعلیم کے متعلق کورس تیار کروانا۔ اور اس کوشش میں رہنا کہ ہر ایک احمدی تعلیم یافتہ ہو۔ احمدی بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت

(ج) **ناظر امور عامہ** کے متعلق ان ذرائع کا سوچنا اور ان پر عملدرآمد جو جماعت کی انفرادی اور اجتماعی حالتوں کے لئے مفید ہوں۔ تجارتی۔ زراعتی۔ صنعت و حرفت کی ترقی کے وسائل معلوم کرنا اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کی جماعت میں تحریک گورنمنٹ کی خدمات وفاداری بجالانا اور کسی جگہ احمدیوں کو تکلیف ہو۔ تو ان کے حال پر گورنمنٹ متعلقہ سے درخواست کر کے متوجہ کرنا۔

(د) **ناظر بیت المال**۔ چندوں کی وصولی کا انتظام اور مالی ضروریات کے پورا کرنے کی فکر۔ اور زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام کرنا۔

(ہ) **ناظر اعلیٰ** کا کام تمام ناظروں کے کام کی نگرانی اور بروقت اجتماع ان کی صدارت۔

(ز) مفتیوں کا کام فتویٰ دینا ہے (ہر شخص کو فتویٰ دینے کی اجازت نہیں ہوگی) جو امور قرآن و حدیث یا سنت سے ثابت ہیں یا جنکے متعلق حضرت مسیح موعود کا فیصلہ موجود ہو۔ ان کے متعلق تو مفتیوں کا منصب فتویٰ دینا ہے۔ اور جسمیں اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اسکے متعلق مجلس افتاء مجموعی طور پر فیصلہ کریگی۔

قاضیوں کا کام منازعات میں فیصلہ کرنا۔ جن کی اپیل حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ہو سکیگی۔ ان سب کے کاموں کی تفصیل اور طریق کار مفصل بتا دیا ہے۔ اس سکیم کے مطابق حضور نے یکم جنوری ۱۹۱۹ء سے عملدرآمد شروع کرا دیا ہے۔

ناظر اعلیٰ۔ مولانا شیر علی صاحب بی۔ اے مقرر فرمائے ہیں اور ناظر تالیف و اشاعت بھی مولانا موصوف ہی ہیں۔

اسسٹنٹ میاں عبداللہ خان صاحب اور حافظ روشن علی صاحب ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت۔ مولانا محمد سرور شاہ صاحب ہیں اسسٹنٹ ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی۔

ناظر امور عامہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور اسسٹنٹ چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے۔

ناظر بیت المال۔ ماسٹر عبدالمغنی صاحب۔

اور افتاء کے لئے مولانا محمد سرور شاہ صاحب۔ مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولوی حافظ روشن علی صاحب اور قضاء کے لئے جناب قاضی امیر حسین صاحب۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب۔ مولوی فاضل سید محمد اسحٰق صاحب جو اہم امور میں تینوں مل کر فیصلہ دینگے۔

اللہ تعالیٰ ان سب صاحبان کا حافظ و ناصر ہو۔ حضرۃ خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہے کہ جماعت کے سب احباب ان لوگوں کے کام میں معاون ہوں۔ اور کسی خدمت کے بجالانے سے دریغ نہ کریں۔

اخبار الفضل ناظر تالیف و اشاعت کے ماتحت ہے اور مطبع ضیاء الاسلام ناظر امور عامہ کے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے پچھلے سال اخبار اور مطبع جسمیں مشین کام کرتی ہے ترقی اسلام کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور سنا جاتا ہے۔ کہ تشحیذ الاذہان بھی انہی کے متعلق کیا جاویگا۔

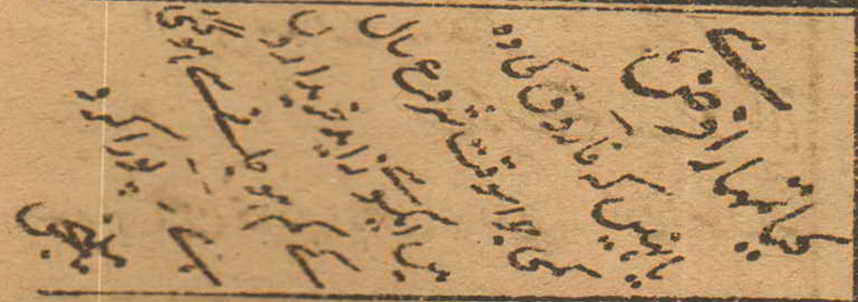

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شانتی سروپ کے ایک اعتراض کا جواب

ایک شخص محمد علی نام نے آریوں کی شرن میں آکر اور شانتی سروپ نام رکھا کر اسلام پر اعتراض شروع کئے ہیں۔ آریہ سماج لاہور کے جلسہ میں اس نے عجب بے ہنگم اور لایعنی اعتراض کر کے اپنے علم و عقل پر آپ ہی گواہی دی۔ ازانجملہ ایک یہ بھی اعتراض کیا:۔

"اسلام بتاتا ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا۔ اب دیکھئے اسمیں کتنا انصاف ہے۔ کہ قصور تو سرزد ہو ایک آدمی سے۔ لیکن دوبارہ نماز پڑھنی پڑے سب کو۔

اس کا جواب الفضل نے ۲۸ر دسمبر کے پرچہ میں دیدیا ہے اور ۲ر جنوری کے پرچے میں اس کی مزید تشریح بھی فرمائی ہے۔ اور غالباً ابھی کچھ اور بھی تشریح کرے۔ لیکن ہم بھی بہ نیت ثواب اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے مختصر طور پر عرض کئے دیتے ہیں کہ:۔

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب کو دوبارہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی حکم نہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اگر نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اور امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو اس صورت میں اسلام کا یہ حکم ہے کہ امام اپنا قائمقام اپنے پیچھے مقتدی کو بنا دے اور خود وضو کرنے چلا جائے۔ نماز بدستور جاری رہیگی۔ مقتدیوں کو نماز کا کوئی حصہ دوبارہ نہیں پڑھنا پڑے گا۔ اور نہ انکی نماز باطل ہوگی۔ بلکہ اس پہلے امام کی نماز بھی نہیں جاتی۔ جب وہ فوائد فقیہہ کے مطابق دوبارہ وضو کر لے تو نماز کو وہیں سے شروع کر سکتا ہے۔ جہاں سے اس نے نماز چھوڑی تھی۔ نماز کا حصہ پہلے پڑھ چکا تھا وہ باطل نہیں ہوا۔ اور بلحاظ ثواب تو اس صورت میں بھی بال نہیں ہوتا۔ جبکہ امام صلوٰۃ نے اپنا قائمقام کسی کو نہ کہلا کیا یا پھر وہ بہ پابندی قواعد فقہ وضو نہ کرے

ہماری یہ تحریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہے۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قے کرے یا نکسیر پھوٹے یا مذی نکلے۔ اس کی نماز میں تو چاہیئے کہ پھرے اور وضو کرے۔ اور بنا کرے اپنی نماز پر (یعنی جتنی نماز پڑھ چکا ہے۔ اس کا بقیہ پھر پڑھے) اور روایت کیا ہے۔ احرم نے حضرت ابن عباس سے کہ نکلے حضرت عمرؓ نماز ظہر پڑھانے کے واسطے۔ جب نماز شروع کر چکے۔ تو اسکے بعد ایک شخص (جو آپ کے دہنے ہاتھ تھا) کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا۔ اور خود صفوں کو چیرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ الخ

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور خلیفہ راشد کے عمل کے بعد اب اعتراض کی کیا گنجایش ہے۔ شانتی سروپ اور اسکے ہم نوا بتائیں۔

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

دیو سماج اگرچہ کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکروں کی سوسائٹی کا نام ہے تاہم وہ ایک رنگ میں الگ مذہب قرار دیا جا سکتا ہے اس سوسائٹی یا مذہب کے بانی مسمیانند اگنی ہوتری صاحب ہیں۔ جن کو ان کے چیلے دیو گورو بھگوان کہتے ہیں۔ ۲۰ ماہ دسمبر جہاں اوجلہ ہوئے ہیں ان کا بھی سالانہ جلسہ ہوا۔ اس کی رپورٹ جیون ست ان کے آرگن میں چھپی ہے۔ جو انہی کے الفاظ میں پیش ہے:۔

"اسی بیان کے سلسلہ میں بھگوان نے اس لاکھوں روپیہ کی جائداد کے دان کا ذکر کیا کہ جو دیوان ہاسر مل جی نے اسی سال بھگوان کے جیون برت میں سیوا کاری بننے کے لئے دی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی شریمان رام لال جی کے اس کئی ہزار کی بڑی رقم کے دان کا ذکر کیا کہ جو انہوں نے اسی سال بھگوان کو ارپن کی ہے۔ اور بھگوان نے وہ ساری رقم بھینٹ فنڈ میں دے دی ہے۔ اور پھر انہوں نے اپیل کی کہ اور لوگ بھی اسی قسم کا دان کریں۔

بھگوان کی اس وصیت کا حال جان کر اور ان کی زبردست اپیل کو سنکر حاضرین پر بہت اعلیٰ اثر ہوا اور ان میں سے کئی معزز شخصوں نے دیو سماج کی سیوا کے لئے اچھی اچھی قربانیاں کرنے کی پرتگیائیں کیں ان میں سے سوگائے مشہور وکیل شریمان سردار سرکھ سنگھ جی بی۔ اے اور بدھنی کے معزز ساہوکار شریمان رامجیداس جی نے اپنا اور اپنے پریوار کا معمولی گذارہ کر کے اپنی باقی کل آمدنی بھگوان کے لاثانی کارج میں ارپن کرنے کے بھاؤں کا اظہار کیا۔ سکھر کے شریمان سیٹھ نانوں مل جی نے اپنے شہر میں دیو سماج کے سیٹھ نرائن داس مندھی سکول کو ترقی دیکر اسے دھیرے دھیرے ہائی سکول بنا دینے کی پرتگیا کی۔ اور شریمان دیوان ہاسر مل جی نے تین سال کے عرصہ میں مزید قریباً ایک لاکھ روپیہ دیو سماج کے کالج کی عمارت کے لئے دان کر کے جلدی ہی کالج کھڑا کرنے کے پاک ارادے کا اظہار کیا۔ پھر شریمتی دیو گورو بھگوان سیوریں آشرم کی ادھوری عمارت کو مکمل کرنے کے لئے کئی سیوکوں نے سینکڑوں روپیوں کے دان کی پرتگیاؤں کے علاوہ سیوکوں نے اپنے سمبندھیوں کی یاد گار میں کمرے بنوانے کی پرتگیائیں کیں۔ (ان کی تعداد ۱۸ ہے)

اسی سال ۱۸ نئے جنوں نے مقررہ دیں پاپوں سے رہائی پاکر اور ان سے بچے رہنے کا عہد کر کے دیو سماج کی ممبری کا پاک استحقاق حاصل کیا ہے۔ ۱۳۸ جن مقررہ پانچ پاپوں سے آزاد ہو کر اور ان سے بچے رہنے کی پرتگیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرکے شردھالو بنے ہیں اور ۲۵ جن سماک بنے ہیں اور ۲۶۱ جنوں نے مختلف پاپوں یعنی پیشہ میں بے ایمانی رشوت ستانی ۔ جوئے بازی ۔ چوری ۔ گوشت خوری ۔ ایک یا دوسرے نشہ کے استعمال اور بدچلنی وغیرہ سے بچے رہنے کی پرتگیائیں کی ہیں ۔ ۱۹ جنوں کو دیوسماج کی اوچ شریمنیوں میں آنتی دی گئی ہے ۔ ۱۹ جنوں کو اُپ مہکاری ۔ ۱۵ جنوں کو سہکاری اور ایک استری کو اُپ کرمچارنی بنایا گیا ہے ۔ دیوسماج کا کام پنجاب سرحدی صوبہ ۔ شاہی صوبہ دہلی ۔ سندھ بلوچستان ۔ صوبہ متحدہ اور صوبہ بمبئی کے قریباً سوا سو مقاموں میں ہو تا رہا ہے ....

دیوسماج کی طرف سے قریباً ۳۰ انسٹی ٹیوشنز جاری رہی ہیں ۔ جنمیں سے دو ہائی سکول لڑکوں کے اور ایک ہائی سکول لڑکیوں کا ایک لڑکیوں کا مڈل سکول ۸ ناری آشرم ۔ ۴ سکول اچھوت جاتی کے بچوں کے اور باقی لڑکے لڑکیوں کے پرائمری سکول ہیں دیودھرم پرچار آدی کے ذریعہ بہت ہنکر کام ہوتا رہا ہے ۔ ۱۹ پستکیں بالیف لیٹ نئی شائع کی گئی ہیں یا بعض کے نئے ایڈیشن پرکاشت کئے گئے ہیں اور چار اخبارات اُردو ۔ ہندی ۔ انگریزی اور سندھی میں جاری رہے ہیں ۔"

اسکے بعد آپ ان لوگوں کی کارگذاری سنئے جو چند سال ہوئے مسیح موعود میں ہو کر ہمارے بھائی تھے تازہ پیغام میں جو کچھ چھپا ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چار سو مہمان جلسہ پر آئے (مگر انہی کے ایک مہتمم نے بیان کیا تھا کہ پونے دو سو کے قریب ہیں) کانفرنس میں تجویز ہوئی ۔ کہ چھ مشن قائم کئے جائیں ۔ ایک انگلستان میں ایک یورپ کے کسی اور علاقے میں تیسرا مصر یا کسی اسلامی علاقہ میں ۔ چوتھا بمبئی ۔ پانچواں وسطی ہندوستان میں ۔ چھٹا مشرقی بنگال میں ان مشنوں کے لئے بیس ہزار سالانہ کا اندازہ ہو جو ایک لاکھ بجٹ کے علاوہ ہے ۔

انجمن کی آمد ۔ ۴۵ ہزار سات سو ۴۳ ہے ۔ اور خرچ ۵۲ ہزار اڑتیس ۔

مستقل فنڈ کی آمد دو سالوں میں آٹھ ہزار ہے جلسہ سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے دورہ کرکے جماعت کے ذی وسعت اصحاب سے مشنوں میں امداد طلب کی ۔ لائل پور کے شیخوں نے ایک مشن کا خرچ دے لیا ۔ اور دو ہزار نقد دیا ۔

خواجہ صاحب انگلستان سے آتے ہیں ۔ اور انکی جگہ مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی جاتے ہیں ۔ مسلم ہائی سکول جو انہوں نے قائم کیا ۔ اسکی آمد بارہ سو ماہوار ہے ۔ ۱۶۲ طلبا ہیں ۔ ۵۰ بورڈر اصل چندوں کے علاوہ عطیہ جات قریباً بارہ ہزار ہیں ۔ اخبار کی آمد ۱۔ ۵۵ ۱۴ اور خرچ ۳۔۳۔۲۹۲۴ روپیہ ۔ اقوام جرائم پیشہ کی ایک بستی کوٹ لکھپت پہلے بن چکی ہے ۔ ایک اب اوکاڑہ میں بنی ہے جسکے سپرنٹنڈنٹ سید امیر علی شاہ صاحب ہیں ۔

جلسہ پر ۲۵۰ ۔ نو مبائعین اور پچاس آدمیوں نے زندگی وقف کی ۔ جنمیں مولوی محمد علی صاحب ۔ مولوی غلام حسن صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی اے ۔ بی ٹی اور میاں ظہور اللہ صاحب بی ۔ اے کا نام لیا ہے باقی کی نسبت لکھا ہے ضرورت نہیں ۔ حقیقت المسیح مسیح موعود ۔ آیت اللہ ۔ مولوی محمد علی صاحب نے شائع کیں ناظرین یہ ہے ۔ پیغام والوں کا سال حال کا کام ۔ دروغ برگردن راوی ۔ خواجہ کمال الدین نے اپنی رپورٹ شائع کی ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرا کام یہاں تمام ہو چکا ہے ۔ مشن چل نکلا ہے اور سلف سپورٹ ہو گیا ۔ اپنا خرچ آپ چلاتا ہے اسلئے واپس آتا ہوں (اور غالباً اب آمد کے لئے کوئی اور میدان تلاش کرتا ہوں نافلہ) مسجد روکنگ کے انتظام کے لئے ۱۵۰۰ سو سالانہ بھوپال سے ملتا ہے ۔ اور لنڈن میں ایک مکان کے لئے ۸۰۰ روپے سالانہ لنڈن ماسک فنڈ سے ۔ چھ ہزار روپے سالانہ ایک اور صاحب دیتے ہیں ۔ اور پانسو سالانہ دوسرے صاحب جس سے اسلامک ریویو مفت تقسیم ہوتا ہے اور ووکنگ کا عملہ اور دیگر اخراجات چلتے ہیں ۔ اور اسکے علاوہ بھوپال اور حیدرآباد دکن سے ذاتی منصب اور وظیفہ مقرر ہے ۔ حیدرآباد کا وظیفہ ۱۸۰۰ سالانہ ہے ۔ وہ خواجہ کا اپنا مال ہے ۔ اور بیان کیا ہے کہ دس ہزار سالانہ کی مستقل آمد ہے ۔ احمدی جماعت کو یہی خواہ مخواہ طعنے دیئے ہیں کہ ہمنے قرآن مجید انگریزی چھاپا ۔ جسپر پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا ۔ چھ ہزار ووکنگ مشن نے دیا ۔ اور اسلامی لٹریچر پیدا کیا ۔ اصل السنہ براہین نیرہ پر فخر کیا ہے ۔ اب بخاری شریف کا ترجمہ انگریزی میں ہو گا ۔ غرض پیغام اور خواجہ نے بہت سبز باغ دکھائے ہیں ۔ ہم ان حرکات مذبوحی کو خوب سمجھتے ہیں ۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ فسق کا بیڑا تہا ۔ وہ سمندر میں غرق ہوا چاہتا ہے ۔ یہ سب کچھ ان کاموں کا عشر عشیر بھی نہیں جو ہم کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں ۔

تبلیغ رسالت جلد دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات کے مجموعہ کی دوسری جلد شائع ہو کر احباب کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جا رہی ہے ۔ الحمد للہ کہ دس جلدوں میں سے دو جلدیں چھپ گئی ہیں ۔ تیسری جلد لکھی جا رہی ہے ۔ باقی بھی انشاء اللہ جہانتک ممکن ہے ۔ جلد طبع ہونگی ۔ بعض احباب نے وی پی واپس کر دئے ہیں ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واپس کرنیوالے دوستوں نے شاید جلد اول کو ملاحظہ نہیں فرمایا ۔ ورنہ واپس نہ کرتے ہر ایک جلد اس گوہر بے بہا کی موتیوں کے وزن سے بڑھکر قیمت رکھتی ہے ۔ اور کوئی جلد بھی مفت نہ ہو گی ۔ جب تک کہ اس مجموعہ کی سب جلدیں نہ خریدی جائیں ۔ پس ایسے دوستوں کو مناسب ہے کہ وہ واپس شدہ کاپی فوراً منگا لیں ۔ میں نے صرف پانسو طبع کرائی ہے ۔ اور جلد سوم غالباً چار سو ہی طبع ہو گی اسوقت کوڑیوں سے یہ خزانہ ملتا ہے پھر اشرفیوں سے ملنا مشکل ہے ۔ ہر دو جلد شائع شدہ کی قیمت عہ مع محصول ڈاک ہے اور ایک جلد کی عہ مع محصول ڈاک

دفتر فاروق سے طلب فرمادیں ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا ۔